سفیرِ امن پیغمبرِ اسلام اور عالمی امن عامہ

مولانا سعید الحق جدون

یہود وہنود تو روز اول سے مسلمانوں کے دشمن ہیں' قرآن نے ﴿ولتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود﴾ (۱) میں یہود کی اس دشمنی کو صراحت سے بیان کیا ہے' جب اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو مسلمانوں کا بدترین دشمن قرار دیا تو پھر اس میں شک کی کیا بات رہی۔ قرآن کے اس واضح بیان سے زیادہ سچائی کی اور دلیل کیا ہوسکتی ہے۔ ﴿ومن اصدق من الله قيلا﴾ یہی وجہ ہے کہ اس بغض اور عداوت کی وجہ سے یہود ایک عرصے سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ بات ہائی لائٹ کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کررہے ہیں کہ ''مسلمان دہشت گرد ہیں'' صرف اس پر اکتفانہیں کرتے بلکہ پیغمبر اسلام سردار دو جہان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکوں اور فلموں کا مستقل سلسلہ شروع کررکھا ہے۔

امریکہ کے سابق صدر جارج بش کے دور حکومت میں ''پادری فال ویل'' نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دہشت گرد کہا۔ پھر پوپ بنی ڈکٹ نے بھی یہی الفاظ استعمال کئے۔ اس کے بعد ڈنمارک کے گستاخانہ خاکوں کا مقصد ہی یہی تھا کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کے پیغمبرؐ دہشت گرد ہیں اور ان کی تعلیمات دہشت گردی کی تعلیمات ہیں۔ اب گیارہ ستمبر 2012 کو امریکہ میں ''مسلمانوں کی معصومیت'' کے نام سے جو فلم ریلیز کی گئی' یہ فلم ایک اسرائیلی یہودی ملعون باسل نے بنائی ہے۔ اس فلم میں بھی اس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے' اس کو بیان کرنے سے قلم پر کپکپی طاری ہورہی ہے۔ (۲)

ان اخلاق باختہ گستاخیوں اور توہین آمیز فلموں اور خاکوں کا مقصد یہی ہے کہ یہ لوگ دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ مسلمانوں کے قائد اور رہنماء دہشت گرد تھے۔ ان کے پیروکار بھی اس فلسفے پر رواں دواں ہیں۔ جس کی وجہ

سے آج دنیا میں دہشت گردی کے سینکڑوں واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ جس کے ماسٹر مائنڈ مسلمان ہیں، مسلمان ان الزامات کو کہاں برداشت کر سکتے ہیں (۳) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دہشت گرد نہیں بلکہ عالمی سفیر امن تھے۔ انہوں نے امت کو جو تعلیمات دی ہیں، وہ تمام دنیا میں امن وسلامتی کے ضامن ہیں۔ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

اسلام امن کا داعی دین اور پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ عالمی امن کے سفیر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن وسلامتی کا جو شاندار مینار قائم کیا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ مسلمانوں کے رہنما پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام زندگی، قانون، اخلاق، تہذیب تمدن اور دستور العمل پیش کیا ہے وہ پوری انسانیت میں امن وامان اور راحت واطمینان کا بے مثال نقشہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو دنیا میں گمراہی اور جہالت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ قتل وغارت گری ظلم وزیادتی اور چوری وڈاکہ زنی دن رات کا مشغلہ بن چکا تھا۔ بدامنی، فسادات اور تشدد کا بازار گرم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاشرے کو امن کا درس دیا اور لوگوں کو امن وامان کی بشارت دی کہ ''ایک زمانہ آئے گا جب حیرہ سے ایک خاتون محمل نشین تنہا سفر کرے گی اور خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا''۔ اس روایت کے راوی عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ ''کچھ زمانہ بعد میں نے خود ھودج میں بیٹھی ہوئی عورت کو دیکھ لیا جو حیرہ سے سفر کیلئے اکیلی نکلی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کیا اور اسے راستے میں اللہ کے سوا کسی (ڈاکو وغیرہ) کا خوف نہیں تھا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''ایک شخص اپنا ہاتھ (سونا، چاندی یا دیگر قیمتی اشیاء) سے بھر کر نکلے گا اور اس سے لینے والا نہیں ملے گا۔'' (۴) ایک دفعہ ایک شخص نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا مال ڈاکوؤں نے لوٹ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب مکہ کا قافلہ بے نگہبان جایا کرے گا۔'' (۵)

ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں یہود کے ساتھ حسن وسلوک اور امن کا معاہدہ کیا۔ اس وقت یہود مسلمانوں کی مشترکہ قوت کے مقابلے میں بہت کمزور تھے اور معاہدے کی رو سے یہ طے پایا کہ مسلمان اور یہود ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے اور ایک دوسرے کے مدد کریں گے۔ مذہبی معاملے کے علاوہ ایک گروہ شمار ہوں گے۔ یہ معاہدہ پرامن بقائے باہمی کی ایک شاندار مثال تھی۔ (٦)

غزوہ احد کے بعد بنونضیر نے خفیہ خیانتیں شروع کر کے غداری کی اور قتل رسولؐ کے لئے منصوبے بنائے حتیٰ کہ ان ہی لوگوں کی طرف سے بیر معونہ جیسا دلخراش سانحہ رونما ہوا۔ (۷) جس میں انہتر 69 صحابہ کرامؓ بے دردی سے شہید کئے گئے۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنے ساز وسامان کے ساتھ پوری اطمینان اور امن وعافیت سے رخصت کیا اور ان کے قتل عام کا ارادہ نہیں فرمایا جس کی پوری تفصیل سورۃ حشر میں موجود ہے (۸) انسانی

حقوق کے علمبرداروں کو ذرا سوچنا چاہیے کہ اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر صبر واستقامت اور امن وعافیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج کے دور میں اگر کسی جماعت یا گروہ سے اس قسم کی غداری ہو جائے تو وہ امن کا وہ مظاہرے کر سکتے ہیں، جس کی مثال سیرت طیبہ نے دی ہے؟

صلح حدیبیہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے ساتھ امن معاہدہ کیا۔ صلح نامہ حضرت علیؓ لکھ رہے تھے۔ آپ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا۔ سہیل بن عمرو نے کہا اگر ہم آپ کو پیغمبر ہی تسلیم کرتے تو جھگڑا کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "محمد رسول اللہ" کا لفظ خود مٹایا اور ابن عبداللہ لکھ دیا (۹) شرائط میں ایک یہ تھا کہ کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ آجائے تو واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا (۱۰) معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ اس وقت ابو جندلؓ بھاگ کر پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سہیل نے کہا: محمد! صلح کی تعمیل کا یہ پہلا موقع ہے۔ ابو جندلؓ کو شرائط کے مطابق مجھے واپس کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی معاہد قلم بند نہیں ہوا ہے، لیکن سہیل نے نہیں مانا مجبوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرنا پڑا، حالانکہ ابو جندل کو کافروں نے اس طرح مارا تھا کہ ان کے جسم پر نشان تھے۔ مجمع کے سامنے تمام زخم دکھائے اور کہا: برادران اسلام! کیا مجھ کو اسی حالت میں دیکھنا چاہتے ہو؟ میں اسلام لا چکا ہوں کیا مجھ کو پھر کافروں کے ہاتھ میں دیتے ہو؟ اس دوران مسلمان تڑپ اُٹھے لیکن معاہدے کے تحت پیغمبرؐ نے مجبوراً ان کو کافروں کے حوالے کیا اور انہیں صبر کی تلقین فرمائی۔ (۱۱) اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو راستوں (امن اور جنگ) میں سے کسی ایک راہ کو اختیار کرنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت سے سخت شرائط قبول کر کے جنگ وجدال اور قتل وغارتگری کا راستہ چھوڑ کر امن کا راستہ اختیار کیا۔ اپنے ساتھی ابو جندلؓ کو پابہ زنجیر دشمنوں کے حوالے کر کے اپنے دل کو تکلیف پہنچایا صحابہ کرام بھی بہت مغموم ہوئے۔ لیکن اس معاہدے کو نقصان پہنچانا گوارا نہ کیا۔

فتح مکہ کے تاریخی موقع پر جب تمام کفار مسجد حرام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھے۔ ان میں وہ جباران قریش بھی موجود تھے جو اسلام مٹانے میں پیش پیش تھے۔ جن کی زبانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں۔ جن کے تیغ وسنان پیکر قدسیؐ کے قتل کے درپے تھے۔ وہ بھی موجود تھے جنہوں نے آپ کو مجبور کر کے وطن سے نکالا۔ وہ بھی موجود تھے جو آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے۔ وہ بھی تھے جو صحابہؓ پر ظلم وتشدد کرتے تھے، ان کو جلتی ہوئی ریگ پر لٹا کر ان کے سینوں پر بھاری چٹان رکھ دیتے۔ وہ تمام سر جھکا کر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف انگیز لہجے میں پوچھا کہ تم کو کچھ معلوم ہے تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے؟ یہ لوگ پکار اُٹھے تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان لوگوں سے انتقام لینا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قادر تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ان تمام اذیتوں، ظلموں اور زیادتیوں کے باوجود عام معافی کا اعلان کیا۔ امن آشتی، رواداری اور حسن سلوک کی یہ ایک ایسی شاندار مثال ہے کہ شاید کسی بھی دین و مذہب میں اس کی نظیر ملے سکے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی حالات میں سختی سے حکم دیا کہ شیخ فانی، بچوں (۱۳) اور عورتوں (۱۴) کو قتل نہ کریں۔ اسی طرح مذہبی پیشواؤں، عبادت گاہوں کے خادمین اور تارک الدنیا راہبوں پر تلوار نہ اُٹھائی جائے۔ فتح مکہ کے دوران عین جنگ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا، ابوسفیان کے ہاں پناہ لے گا، دروازہ بند کرے گا یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا، اس کو امن دیا جائے گا (۱۵) دنیا کی کسی قوم میں بھی جنگی حالت میں پناہ نہیں دی جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام نے جنگی حالت میں بھی دشمنان اسلام کو پناہ دیکر امن وسلامتی کے سفیر ہونے کا ثبوت دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی عیادت اور بیمار پرسی کی ہے۔ جو غیر مسلم ملاقات کیلئے آتے تھے، تو واپسی پر ان کو تحفے تحائف دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری وصیتوں میں سے ایک یہ تھی: ” وأجیزوا الوفد نحو ما کنت أجیزھم “ باہر سے آنے والے وفدوں کو کوئی تحفہ بخشش واکرام کے طور پر دیا کرو جس طرح میں دیا کرتا ہوں (۱۶)۔ دین اسلام نے اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدہ، مذہب، جان ومال اور عزت وابرو کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ معاہدے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔ جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔ (۱۷)

اسلام نے غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی دی ہے۔ ان کے کنائس، گرجوں، چرچوں، مندروں اور عبادت خانوں کو منہدم نہ کیا جائے (۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ (۱۹) یعنی دین کے معاملے میں کوئی جبر واکراہ نہیں۔ عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے بارے میں حتمی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی کو جبر کے ساتھ کبھی مسلمان نہیں بنایا گیا۔ اسلام نے ہر مذہبی کمیونٹی کو کامل خود مختاری دی ہے، حتیٰ کہ نہ صرف یہ کہ عقائد کی آزادی اور اپنی عبادات وہ اپنی طرز پر کرسکیں بلکہ اپنے ہی قانون اپنے ہی ججوں کے ذریعے سے اپنے مقدمات کا فیصلہ کرائیں۔ کامل داخلی خود مختاری کا قرآن کی کئی آیتوں میں ذکر ہے۔ جن میں سے ایک آیت بہت ہی واضح ہے: ﴿ ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ﴾ یعنی انجیل والوں کو چاہیے کہ اس چیز کے مطابق احکام دیا کریں جو اللہ نے انجیل میں نازل کی ہیں، ان احکام کے تحت عہد نبوی میں، ہی قومی خود مختاری ساری آبادی کے ہر ہر گروہ کو مل گئی تھی۔ (۲۰) اسلامی ریاست میں ذمیوں کے پرسنل لاء میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ نکاح، طلاق، ہبہ، نان ونفقہ وغیرہ جو طریقے ان کے ہاں جائز ہیں انہیں ان پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے۔

انسانی حقوق پر لیکچر دینے والے حضرات انصاف کا فیصلہ کریں کہ کیا مندرجہ بالا حقائق کی باوجود کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں اقلیت کے حقوق نہیں ہیں؟ یا اسلام امن کا داعی دین نہیں ہے؟ یا اسلام انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مذہب ہے؟ جس طرح فال ویل، پوپ بنی ڈکٹ، باسل، ٹیری جونز اور ان کے ہم خیالوں کا تصور ہے' ان حقائق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ دہشت گرد نہیں بلکہ عالمی سفیر امن ہیں۔ "عالمی امن عامہ" کے سفیر کو دہشت گرد کہنا اور مختلف فلموں اور خاکوں سے ان کی گستاخی کرنا یہود کی بغض وعداوت اور مسلم دشمنی کا شاخسانہ ہے۔ وما نقموا منهم الا ان يومنوا باالله العزيز الحميد

(حواشی)

(۱)......القرآن الکریم :سورہ المائدہ:۸۲" اور تو یہودیوں کو سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کے دشمن پاؤ گے"

(۲)......باسل ملعون نے اس فلم کو پروڈیوس کیا ہے اور بدنام زمانہ پادری ٹیری جونز اس فلم کی تشہیر کر رہا ہے۔ اس فلم بنانے کے لئے 100 یہودیوں نے 50 لاکھ ڈالر کی سرمایہ کاری کی۔ آج کل عالم اسلام اس گستاخانہ فلم پر سراپا احتجاج ہے۔

(۳)......مسلمان تو مسلمان ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی جانور بھی برداشت نہیں کر سکتے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس بارے میں ایک حیرت انگیز واقعہ نقل کیا ہے۔

"ہلاکو خاں" نے ایک عیسائی عورت کے ساتھ شادی کی تھی، جس کا نام ظفر خاتون تھا اور "ہلاکو" اس سے شادی کرنے کے بعد عیسائیت کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اس کے خاندان کے لوگ عیسائیت کو قبول کر لیں، لہذا اس نے عیسائی پادریوں کو بلا کر اس کام میں سرگرم ہونے کا حکم دے دیا اور یوں انہوں نے اپنا یہ مشن شروع کر دیا۔

ایک موقعہ پر ایک شاہی خاندان کی عورت نے عیسائیت قبول کیا، جس کی خوشی میں تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں بڑے بڑے عیسائی مبلغین کو مدعو کیا گیا، انہوں نے تقریب میں تقریریں کرنی شروع کیں، ایک مبلغ نے اپنے خطاب کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، وہیں قریب میں ایک شکاری کتا باندھا ہوا تھا، جیسے ہی اس نے گستاخی کی، وہ شکاری کتا اس مردود مبلغ پر لپکا، لوگوں نے بڑی مشکل سے اس کو اس سے دور کیا، وہ مبلغ کہنے لگا کہ دراصل میں نے ہاتھ پھیلائے تو شکاری کتا یہ سمجھا کہ مجھے مار رہا ہے، اس لیے حملہ آور ہوا، کچھ لوگوں نے کہا ایسا نہیں، بلکہ گستاخیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے وہ حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس مردود مبلغ نے دوبارہ گستاخی شروع کی، تو اس کتے نے اپنی رسی توڑ کر اس ملعون کے گلے پر زوردار حملہ کر کے اس کے گلے کی سفید رگ کاٹ دی، اور اسے واصل جہنم کر دیا۔ اس طرح اللہ رب العزت نے ایک بے سمجھ جانور کو گستاخ رسول پر حملہ کے لیے آمادہ کر دیا اور اپنی قدرتِ کاملہ کا مظاہرہ کیا کہ ہم کسی کے محتاج نہیں، بے سمجھ جانوروں سے بھی اپنے محبوب کا بدلہ لے سکتے ہیں۔

(الدرر الکامنہ: ج۱، ص۲۰۲)

(۴)......صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب علامات النبوۃ

(۵)......صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب علامات النبوۃ

(۶)......اس معاہدے کی تفصیل سیرت ابن ہشام ج۱ ص۱۷۸ میں اور البدایہ والنہایہ ج۳ ص۲۲۴ میں موجود ہے۔

(۷)......صفر۴ھ میں ابو براء کلابی جو قبیلہ کلاب کا رئیس تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ چند لوگوں کو میرے ساتھ کر دیجیے کہ میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار ان کے ساتھ کردیئے۔منذر بن عمر ساعدیؓ کو ان کا امیر مقرر کیا۔بیر معونہ پہنچ کر ان لوگوں نے غداری کی اور عمرو بن امیہؓ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کو قتل کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی نہیں ہوا اور مہینہ بھر نماز فجر میں ان ظالموں کے حق میں بددعا کی (البدایہ والنہایہ:۴/۷۵،زرقانی:۲/۹۳)

(۸)......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر کے تحت بھی بنو نضیر کی غداری کا تفصیلی واقعہ موجود ہے۔

(۹) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء

(۱۰)......زرقانی:۲/۱۹۷

(۱۱)......صحیح بخاری، کتاب الشرط باب فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب

(۱۲)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب فتح مکہ

(۱۳)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قتل الصبیان فی الحرب

(۱۴)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب قتل النساء فی الحرب

(۱۵)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب فتح مکہ

(۱۶)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب جوائز الوفد

(۱۷)......صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب اثم من قتل معاہداً

(۱۸)۹قرون ثلثہ میں مسلمانوں نے نہ صرف مذہبی وقومی معاملات میں غیر مسلموں کو آزادی وخودمختاری دی ہے بلکہ ان کے مذہبی اداروں کی مدد بھی کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے کی ایک معتبر شہادت موجود ہے، جس کی اصل دستاویز آج تک محفوظ ہے۔ایک عیسائی اپنے بعض ہم مذہبوں کو جو دوسرے شہر کے تھے، یہ خوشخبری پہنچاتا ہے کہ آج کل ایک نئی قوم ہماری حاکم بن گئی ہے لیکن وہ ہم پر ظلم نہیں کرتی، اس کے برخلاف وہ ہمارے گرجاؤں اور ہمارے راہب خانوں (Convents) کی مالی مدد کرتی ہے (ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور ص۳۸۳)

(۱۹)......القرآن الکریم:سورۃ البقرہ ۲۵۶)

(۲۰)......ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور ص۳۸۳ ....☆